عمار خان ناصر

جماعت صحابہ کی خصوصی حیثیت

[''نقطۂ نظر'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

(۴)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سیدنا عمر نے عبد الرحمٰن بن ربیعہ کو حکم دیا کہ وہ ترکوں کے خلاف جنگ کریں۔ وہ اپنا لشکر لے کر باب کو توڑ کر ترکوں کے علاقے میں داخل ہو گئے۔ ابتدا میں تو ترکوں پر رعب کی کیفیت طاری ہو گئی تاہم بعد میں انھوں نے شدید مزاحمت کی اور مسلمانوں کو میدان جنگ چھوڑ کر بھاگنا پڑا۔ عبد الرحمٰن بن ربیعہ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ (البدایہ والنہایہ، ۷/ ۱۲۳، ۱۲۴)

اسی طرح سیدنا معاویہ کو جب اطلاع ملی کہ ان کے ایک کمانڈر نے ترکوں پر حملہ کر کے انھیں ایک لڑائی میں شکست دی ہے تو وہ اس پر سخت ناراض ہوئے اور اسے لکھا کہ جب تک میرا حکم نہ آئے، ترکوں سے لڑائی نہ کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ترک عربوں کو نکال کر دور دراز علاقے کی طرف دھکیل دیں گے۔ (فتح الباری، ؟؟)

ایرانیوں کی بغاوتوں کو فرو کرنے کے لیے جب جنگی مہمات کا ہمہ گیر منصوبہ تیار کیا گیا تو ہندوستان میں ایرانی طاقت کے بعض مراکز بھی زیر غور آئے۔ سندھ اور فارس کے سیاسی تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے مشہور مورخ قاضی اطہر مبارک پوری لکھتے ہیں:

''مکران سے سراندیپ تک کے تمام ہندوستانی راجے مہاراجے شاہان ایران کے باج گزار اور وفادار تھے اور حسب ضرورت اپنے اموال اور رعایا سے ان کی مدد کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۷ھ کے بعد دیگر مقامات کے حکمرانوں

کی طرح ہندوستان کے یہ راجے مہاراجے بھی ایرانیوں کی مدد اور عربوں سے مقابلے کے لیے دوڑ دھوپ کرنے لگے اور ایک راجہ دوسرے راجہ کے پاس اس بارے میں رائے مشورہ کے لیے خطوط اور آدمی بھیجنے لگا یہاں تک کہ ۲۱ھ میں جنگ نہاوند میں ایرانیوں نے اپنی تمام اندرونی اور بیرونی طاقتیں اسلامی فوج کے مقابلے میں جمع کرلیں جن میں سندھ کے راجے اور یہاں کے سپاہی بھی تھے۔ اس واقعہ کے بعد اسلامی فوج نے اپنے حربی نقشہ میں ایران کے اہم مقامات کی طرح ہندوستان کے ان مقامات اور راجوں کو بھی درج کرلیا جہاں سے ان کے خلاف مدد آنے لگی تھی اور کھل کر عربوں کے مقابلہ میں صف آرائی کی نوبت آگئی تھی۔'' (خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص ۶۹)

''حالات وواقعات کی کڑی ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت کا یہ فیصلہ اور مکران پر حملہ کا منصوبہ ہندوستان کے راجوں کی روش کا عین ردعمل تھا تاکہ ایرانی فوجوں کو یہاں سے مدد نہ مل سکے اور نہ ہی باب الابواب سے لے کر سندھ وہند کی فوجی طاقت منظّم ہوکر اسلامی فوج کے مقابلے میں آسکے۔ مگر ایسے حالات پیدا ہوتے رہے کہ اس فیصلہ کے باوجود خلافت کی طرف سے بلاد فارس اور مکران پر فوج کشی کا موقع نہ مل سکا اور مخالف طاقتیں اس مدت میں پورے طور سے منظّم ہوکر ۲۱ھ میں جنگ نہاوند میں مسلمانوں کے مقابلے میں ڈٹ گئیں۔ بالفاظ دیگر مسلمانوں کی طرف سے مزید اتمام حجت ہوگئی اور اب ان ایرانی اور ہندوستانی جنگ بازوں سے نمٹنا بالکل ہی ضروری ہو گیا۔'' (ص ۷۰)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ہندوستان کی طرف سے درپیش اس مسلسل خطرے کے باوجود خلفاے راشدین کی حتی الامکان کوشش یہی تھی کہ اسلامی فوج اس معاملے میں الجھنے نہ پائے۔ چنانچہ ۱۵ ہجری میں بحرین کے گورنر عثمان بن ابی العاص نے مرکز سے اجازت کے بغیر سمندر کے ذریعے سے تھانہ اور دیبل کے علاقوں پر حملہ کروایا تو سیدنا عمرؓ نے اس پر شدید ناراضی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا:

يا اخا ثقيف حملت دودا على عود وانى احلف بالله لو اصيبوا لاخذت من قومك مثلهم۔ (بلاذری، ۴۳۸)

''اے بنو ثقیف کے آدمی! تم نے تو ایک کیڑے کو لکڑی پر چڑھا (کر اسے پانی میں ڈال) دیا۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر ان کو کوئی نقصان پہنچتا تو میں تمھاری قوم میں سے اتنے ہی افراد کو قصاص میں قتل کر دیتا۔''

اس وقت تک فارس کا علاقہ مفتوح نہیں ہوا تھا۔ فارس کا سارا علاقہ مفتوح ہوگیا اور اسلامی سلطنت کے حدود سندھ تک پہنچ گئے تو بھی ایرانی شورشوں میں سندھی راجاؤں کے کردار کے باوجود سیدنا عمرؓ نے یہی پالیسی برقرار رکھی۔ مثال کے طور پر آپ نے قندابیل کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ صورت حال لشکر کشی کے

لیے موزوں نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا:

لا یسالنی اللہ عن احد بعثته الیها ابدا۔ (عیون الاخبار، بحوالہ خلافت راشدہ اور ہندوستان، ص ۶۲)

''اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی ایسے شخص کے بارے میں سوال نہ کرے جسے میں وہاں بھیجوں۔''

ایک اور موقع پر آپ نے مکران کی صورت حال دریافت کی اور اسی نتیجے پر پہنچے کہ وہاں لشکر کشی نہ کی جائے:

فقدم صحار علی عمر بالخبر والمغانم فساله عمر عن مکران وکان لا یاتیه احد الا ساله عن الوجه الذی یجیء منه فقال یا امیر المومنین ارض سهلها جبل وماوها وشل وتمرها دقل وعدوها بطل وخیرها قلیل وشرها طویل والکثیر بها قلیل والقلیل بها ضائع وما وراء ها شر منها فقال ا سجاع انت ام مخبر؟ قال لا بل مخبر۔ قال لا والله لا یغزوها جیش لی ما اطعت وکتب الی الحکم بن عمرو والی سهیل الا یجوزن مکران احد من جنودکما واقتصرا علی ما دون النهر۔ (طبری ۴/۱۸۲)

''صحار فتح کی خبر اور مال غنیمت لے کر سیدنا عمر کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس سے مکران کے بارے میں پوچھا۔ اور ان کی عادت تھی کہ جس علاقے سے بھی کوئی آدمی ان کے پاس آتا، وہ اس سے اس طرف کے احوال معلوم کرتے تھے۔ صحار نے کہا کہ وہ ایسی سرزمین ہے جس کے میدان پہاڑوں کی طرح دشوار گزار، پانی بہت تھوڑا، کھجوریں بالکل ردی اور دشمن بڑا بہادر ہے۔ وہاں خیر بہت کم اور شر بہت پھیلا ہوا ہے۔ بہت بڑی تعداد بھی وہاں کم پڑ جائے گی جبکہ تھوڑی تعداد تو بالکل ہی ناکارہ ثابت ہوگی۔ اور اس سے آگے کا علاقہ اس سے بھی بدتر ہے۔ یہ سن کر سیدنا عمر نے کہا: تم لفظی تک بندی کر رہے ہو یا ٹھیک ٹھیک حالات بتا رہے ہو؟ صحار نے کہا: بالکل صحیح بتا رہا ہوں۔ سیدنا عمر نے کہا: بخدا، جب تک میرا حکم مانا جاتا ہے، کوئی لشکر حملہ کرنے کے لیے وہاں نہیں جائے گا۔ پھر انہوں نے حکم بن عمرو اور سہیل کو خط لکھا کہ تم دونوں میں سے کسی کا لشکر بھی مکران کی سرحد عبور نہ کرے، بلکہ دریا سے اس پار کے علاقے تک محدود رہو۔''

سیدنا عثمان بھی اپنے عہد حکومت کے آخری ایام سے قبل تک اسی پالیسی پر عمل پیرا رہے، تاہم حالات و واقعات

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

نے آخر کار اس ضبط کو توڑ کر سندھ کی فتح کی راہ ہموار کر دی۔ (بلاذری، ۴۳۸، ۴۳۹)

مصر کے معاملے کو دیکھیے۔ اس کی فتح کے لیے کیے جانے والے حملے کے بارے میں تاریخی روایتیں دو ہیں:

ایک روایت کے مطابق ۱۸ ہجری میں سیدنا عمر شام کے علاقے جابیہ میں تشریف لائے تو عمرو بن العاص نے انھیں مصر پر حملے کے لیے آمادہ کرنا چاہا اور کہا:

یا امیر المومنین ائذن لی ان اسیر الی مصر و حرضه علیها وقال : انك ان فتحتها کانت قوة للمسلمین وعونا لهم وهی اکثر الارض اموالا واعجزهم عن القتال والحرب۔

’’اے امیر المومنین! مجھے مصر پر حملے کی اجازت دیجیے۔ انھوں نے سیدنا عمر کو آمادہ کرنے کی بہت کوشش کی اور کہا کہ اگر آپ مصر کو فتح کر لیں گے تو اس سے مسلمانوں کو قوت اور مدد حاصل ہو گی۔ نیز یہ کہ یہ سرزمین مال و دولت سے بھرپور ہے اور وہاں کے لوگ جنگ اور لڑائی کے میدان میں بالکل نکمے ہیں۔‘‘

سیدنا عمر نے مسلمانوں کی جانوں کو خطرے میں ڈالنا پسند نہ کیا اور اس تجویز کو مسترد کر دیا، تاہم عمرو بن العاص مسلسل ان کے سامنے مصر کی اہمیت اور اس کی فتح میں آسانی کا ذکر کرتے رہے یہاں تک کہ وہ اس کی نیم دلانہ اجازت دینے پر رضامند ہو گئے۔ آپ نے عمرو سے فرمایا:

سر وانا مستخیر الله فی مسیرك وسیاتی کتابی الیك سریعا ان شاء الله تعالیٰ فان ادرکك کتابی وامرتك فیه بالانصراف عن مصر قبل ان تدخلها او شیئا من ارضها فانصرف وان انت دخلتها قبل ان یاتیك کتابی فامض لوجهك واستعن بالله واستنصره۔ (سیوطی، حسن المحاضرة، ۱/۱۰۶)

’’تم روانہ ہو جاؤ لیکن میں اس معاملے میں اللہ تعالیٰ سے بہتر راہنمائی کی دعا کروں گا۔ جلد ہی میرا خط تمھیں ملے گا۔ پس اگر میں تمھیں واپس پلٹنے کا حکم دوں اور میرا خط تمھیں مصر یا اس کے کسی علاقے میں داخل ہونے سے پہلے مل جائے تو واپس پلٹ آنا۔ اور اگر میرا خط ملنے سے پہلے تم اس میں داخل ہو چکے ہوئے تو اپنی مہم جاری رکھنا اور اللہ سے مدد اور نصرت کے طالب رہنا۔‘‘

عمرو بن العاص لشکر لے کر روانہ ہو گئے تو مصر میں داخل ہونے سے قبل انھیں سیدنا عمر کا خط ملا جس میں انھوں نے انھیں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا، لیکن عمرو نے اس خدشے کو محسوس کرتے ہوئے خط کو فوراً پڑھنے کے بجائے اس وقت کھولا جب وہ اپنی فوج کے ساتھ مصر میں داخل ہو چکے تھے۔ (Philip K. Hitti, *History of the*

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

Arabs, p.160)

دوسری روایت یہ ہے کہ عمرو ابن العاص کو سرے سے سیدنا عمرؓ نے اجازت دی ہی نہیں تھی اور انھوں نے بلا اجازت قدم اٹھایا تھا۔ بلاذری لکھتے ہیں:

قالوا و کان عمرو ابن العاصی حاصر قیساریة بعد انصراف الناس من حرب الیرموك ثم استخلف علیها ابنه حین ولی یزید بن ابی سفیان و مضی الی مصر من تلقاء نفسه فی ثلاثة آلاف و خمس مائة فغضب عمر لذلك و کتب الیه یوبخه ویعنفه علی افتتانه علیه برایه و امره بالرجوع الی موضعه ان وافاه کتابه دون مصر فورد الکتاب علیه و هو بالعریش۔ (فتوح البلدان، ۲۱۹)

’اہل تاریخ بتاتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے جنگ یرموک سے فارغ ہونے کے بعد قیساریہ کا محاصرہ کر لیا۔ پھر جب یزید بن ابی سفیان واپس چلے گئے تو اپنے بیٹے کو وہاں اپنا نائب بنا کر خود ہی فیصلہ کر کے ساڑھے تین ہزار کا لشکر لے کر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ سیدنا عمر نے اس پر سخت ناراض ہو کر ان کو خط لکھا اور ان سے پوچھے بغیر از خود فیصلہ کرنے پر عمرو کو سخت سست کہا اور انہیں حکم دیا کہ اگر یہ خط انھیں مصر پہنچنے سے پہلے مل جائے تو اپنی جگہ پر واپس چلے جائیں۔ عمرو کو یہ خط اس وقت ملا جب وہ عریش میں تھے۔‘‘

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مصر سے آگے افریقہ کی فتح کے معاملے میں بھی یہی صورت حال رہی۔ عمرو بن العاص جب مصر کے علاقوں کو فتح کرتے ہوئے ۲۲ ہجری میں اس کے آخری شہر طرابلس تک پہنچ گئے تو انھوں نے سیدنا عمر کے نام خط میں لکھا:

انا قد بلغنا طرابلس و بینها و بین افریقیة تسعة ایام فان رای امیر المومنین ان یاذن لنا فی غزوها فعل۔ (بلاذری، ص ۲۳۳)

’’ہم طرابلس پہنچ گئے ہیں اور یہاں سے افریقہ تک نو دن کا سفر ہے۔ اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں تو ہمیں افریقہ پر حملہ کرنے کی اجازت دے دیں۔‘‘

آپ نے جواب میں لکھا:

لا تدخل افریقیة فانها مفرقة لاهلها غیر مجتمعة ماؤها قاس ما شربه احد من العالمین الا قست قلوبهم

’’افریقہ کے علاقے میں مت داخل ہونا۔ یہ سرزمین اپنے باشندوں کو اکٹھا نہیں رہنے دیتی بلکہ منتشر کر دیتی ہے۔ اس کے پانی میں ایسی تاثیر ہے کہ دنیا کی جو بھی

قوم اسے پیے گی، ان کے دل سخت ہو جائیں گے۔‘‘ (یاقوت الحموی، معجم البلدان، ۱/۲۲۹)

سیدنا عثمان نے بھی اپنے عہد میں ابتداءً افریقہ میں داخل ہونے سے گریز کی پالیسی کو برقرار رکھا، لیکن بعد میں حالات کو دیکھتے ہوئے اس کو فتح کرنے کی اجازت دے دی اور عبد اللہ بن ابی سرح نے ۲۷ یا ۲۸ یا ۲۸ ہجری میں افریقہ پر حملہ کیا۔ (بلاذری، ص ۲۳۴)

حبشہ کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق صحابہ نے کوئی پیش قدمی نہیں کی۔ اس ضمن میں صرف ایک واقعہ عہد صحابہ کی تاریخ میں رپورٹ ہوا ہے۔ طبری لکھتے ہیں:

وفيها بعث عمر رضى الله عنه علقمة بن مجزز المدلجي الى الحبشة فى البحر وذلك ان الحبشة كانت تطرفت فى ما ذكر طرفا من اطراف الاسلام فاصيبوا فجعل عمر على نفسه الا يحمل فى البحر احدا ابدا۔ (طبری، ۲/۱۱۲۴)

’’۲۰ ہجری میں عمر رضی اللہ عنہ نے علقمہ بن مجزز مدلجی کو سمندر کے راستے سے حبشہ کی طرف بھیجا۔ اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اہل حبشہ نے مسلمانوں کے سرحدی حدود کی خلاف ورزی کی تھی۔ تاہم علقمہ کے ساتھ جانے والی یہ جماعت ہلاک ہوگئی جس پر عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اوپر لازم کرلیا کہ وہ سمندر کے راستے سے کبھی کوئی لشکر نہیں بھیجیں گے۔‘‘

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مذکورہ پالیسی کی پابندی کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت اور بے لچک رویہ سیدنا عمر کا تھا اور ان کی نسبت سے اس کی معنویت اس تناظر میں بالخصوص دوچند ہو جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض پیش گوئیوں کی بنا پر اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ ان کی وفات سے مسلمانوں کی قوت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا اور ان کی قوت وشدت اندر کا رخ کر کے باہمی قتل وقتال کی شکل اختیار کر لے گی۔ (بخاری، رقم ۵۲۵) ایک موقع پر انھوں نے فرمایا:

والله لا يفتح بعدى بلد فيكون فيه كبير نيل بل عسى ان يكون كلا على المسلمين۔ (ابو یوسف، الخراج، ص ۲۶)

’’بخدا، میرے بعد کوئی علاقہ ایسا فتح نہیں ہوگا جس سے مسلمانوں کو کوئی بڑا فائدہ حاصل ہو، بلکہ الٹا اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ مسلمانوں کے لیے بوجھ بن جائے۔‘‘

مذکورہ بالا تاریخی شواہد کی روشنی میں خلفاے راشدین کی جنگی پالیسی کو ہم درج ذیل نکات کی صورت میں بیان کر سکتے ہیں:

o جہاد وقتال سے ان کا مقصد اسلامی سلطنت کی غیر محدود توسیع نہیں تھا، بلکہ ان کا ہدف صرف رومی اور فارسی

سلطنتیں تھیں۔

o رومی اور فارسی سلطنتوں کے خلاف جنگ کی اجازت حاصل ہونے کے باوجود وہ ان کے تمام علاقوں پر قبضہ نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ ان کے پیش نظر اصلاً صرف شام اور عراق کے علاقے تھے اور وہ ان سے آگے بڑھنا نہیں چاہتے تھے۔

o ان علاقوں کو فتح کرنے کے بعد جنگ کو روکنے کا فیصلہ وقتی حالات کے تحت نہیں تھا، بلکہ وہ چاہتے تھے کہ کوئی ایسی رکاوٹ درمیان میں حائل ہو جائے کہ نہ دشمن کی فوجیں مسلمانوں کی طرف آ سکیں اور نہ مسلمان ان تک پہنچ سکیں۔

o جنگ نہ کرنے کا فیصلہ عددی قلت یا کسی ضعف اور کمزوری یا شکست کے خوف کی بنا پر بھی نہیں تھا، کیونکہ مسلمانوں کو فتح ونصرت کی واضح بشارت حاصل تھی اور ضرورت پیش آنے پر انھوں نے اسی حربی استعداد کے ساتھ فارسی سلطنت کے تمام علاقوں کو فتح کر لیا تھا۔

o جنگ کو روک دینے کا فیصلہ کرنے کے بعد اسے دوبارہ جاری کرنے کا فیصلہ انھوں نے صرف اس وقت کیا جب انھیں یہ یقین ہو گیا کہ اس کے بغیر دشمن کی طرف سے مسلسل چھیڑ چھاڑ اور جنگی کارروائیوں کے سلسلے کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔

o روم وفارس یا ان کے زیر اثر علاقوں کے علاوہ دوسری قوموں کے خلاف انھوں نے صرف اس صورت میں اقدام کیا جب انھوں نے مسلمانوں کے مقابلے میں دشمن کی مدد کی یا ان کی طرف سے میدان جنگ میں آئے۔

o سمندر کے راستے سے کوئی جنگی مہم بھیجنے کے وہ سرے سے قائل ہی نہیں تھے اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر کے طریقے کے منافی اور مسلمانوں کی جانوں کو بلاضرورت خطرے میں ڈالنے کے مترادف سمجھتے تھے۔

غلبۂ دین کا وعدہ اور اس کی تکمیل

قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ہدف یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے دین کا غلبہ تمام دینوں پر قائم کر دیا جائے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ (التوبه ۹: ۳۳)

”وہی ذات ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے، چاہے مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناپسند ہو۔“

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بعض اہل علم کے ہاں یہ رجحان دکھائی دیتا ہے کہ وہ مذکورہ آیت کو پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ قائم کرنے کے کسی نظری اور اصولی ہدف کا بیان سمجھتے ہیں۔ (ابن تیمیہ، مجموع الفتاویٰ، ج ۲۸، ص ۲۹۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تفہیم القرآن، ۱۸۸/۲، ۱۹۰)

تاہم قرآن مجید میں یہ آیت تین مقامات پر آئی ہے اور ہر جگہ اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے لیے غلبہ اور فتح کی بشارت اور وعدے کی حیثیت سے ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی روشنی میں متعدد مواقع پر جزیرۂ عرب اور روم و فارس کے علاقوں پر اللہ کے دین کے غلبے کی پیش گوئیاں کیں۔ (اس نوع کی بعض روایات پہلے باب میں بیان کی جا چکی ہیں جبکہ مزید تفصیل آئندہ باب میں دیکھی جا سکتی ہے۔)

'لیظھرہ علی الدین کلہ' کے اس وعدے کا یہ متعین مصداق صحابہ کرام اور ان کے بعد صدر اول کے اہل علم پر بھی پوری طرح واضح تھا اور وہ اس کی تفسیر اسی مخصوص تناظر میں ایک وعدے کے طور پر کرتے تھے۔

ام المومنین عائشہ روایت کرتی ہیں:

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات والعزى فقلت يا رسول الله ان كنت لاظن حين انزل الله (هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون) ان ذلك تاما قال انه سيكون من ذلك ما شاء الله ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى كل من فى قلبه مثقال حبة خردل من ايمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون الى دين آبائهم۔ (مسلم، رقم ۵۱۷۴)

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ دن اور رات کا سلسلہ ختم ہونے سے پہلے وہ وقت پھر آئے گا کہ لات اور عزیٰ کی پوجا شروع کر دی جائے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ، جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ 'ہوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون' تو میں اس کا مطلب یہ سمجھتی تھی کہ ایک مرتبہ حاصل ہونے کے بعد یہ غلبہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک اللہ چاہے گا، یہ دین غالب رہے گا لیکن پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجیں جو ہر اس شخص کو وفات دے دے گی جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو۔ اس کے بعد وہی لوگ رہ جائیں گے جن میں ذرہ برابر خیر نہ ہوگی اور پھر وہ اپنے آباو اجداد کے دین کی طرف پلٹ جائیں گے۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ایک دوسرے موقع پر ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا:

کان المومنون یفر احدهم بدینه الی الله تعالی والی رسوله صلی الله علیه وسلم مخافة ان یفتن علیه فاما الیوم فقد اظهر الله الاسلام والیوم یعبد ربه حیث شاء۔(بخاری، رقم ۳۶۱۱)

''اہل ایمان اپنے دین کو بچانے کے لیے اس خوف سے کہ انھیں ستایا نہ جائے، بھاگ کر اللہ اور اس کے رسول کے پاس آ جاتے تھے، لیکن آج تو اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا ہے اور آج مومن جہاں چاہے، اپنے رب کی عبادت کر سکتا ہے۔''

تمیم داریؓ نے بھی غلبۂ دین کے اس وعدے کو جزیرۂ عرب ہی کے تناظر میں سمجھا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: 'لا یترك الله بیت مدر ولا وبر الا ادخله الله هذا الدین بعز عزیز او بذل ذلیل' نقل کرنے کے بعد انھوں نے کہا کہ:

قد عرفت ذلك فی اهل بیتی لقد اصاب من اسلم منهم الخیر والشرف والعز ولقد اصاب من کان منهم کافرا الذل والصغار والجزیة۔(مسند احمد، رقم ۱۶۲۴۴)

''میں نے یہ پیش گوئی اپنے خاندان میں پوری ہوتے دیکھی ہے۔ ان میں سے جو اسلام لائے، ان کو تو خیر اور عزت اور شرف ملا، اور جو کافر رہے، ان پر ذلت اور پستی اور جزیہ مسلط کر دیا گیا۔''

یہی روایت امام ابن حبان نے مقداد بن الاسود سے نقل کی ہے اور اس پر یہ عنوان قائم کیا ہے: 'ذکر الاخبار عن اظهار الله الاسلام فی ارض العرب وجزائرها' (صحیح ابن حبان، رقم ۶۶۹۹)

ایک اور روایت کے مطابق تمیم داری نے قبول اسلام کے وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ:

یا رسول الله ان الله مظهرك علی الارض کلها فهب لی قریتی من بیت لحم قال هی لك۔(ابوعبید، الاموال ۳۶۸)

''یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو اس ساری سرزمین پر غلبہ عطا فرمانے والے ہیں تو بیت لحم کی بستی مجھے عطا کر دیجیے۔ آپ نے فرمایا وہ تمھاری ہے۔''

سیدنا عمرؓ نے ایک موقع پر حج میں رمل کے طریقے کے بارے میں فرمایا:

فی ما الرملان الآن والکشف عن المناکب وقد اطا الله الاسلام ونفی الکفر واهله ومع ذلك لا ندع شیئا کنا نفعله علی عهد رسول الله صلی

''اب جبکہ اللہ نے اسلام کو استحکام بخش دیا ہے اور کفر اور اہل کفر کا صفایا ہو چکا ہے، طواف کرتے ہوئے تیز چلنے اور کندھوں کو ننگا کرنے کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی، لیکن اس کے باوجود ہم اس طریقے کو ترک نہیں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

الله عليه و سلم (مسند احمد، رقم ۳۰۰)

کریں گے جس پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں عمل کیا کرتے تھے۔''

فارس کی فتوحات کا سلسلہ اختتام کے قریب پہنچا تو سیدنا عمرؓ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور اس میں اس وعدے کی تکمیل پر اللہ کا شکر ادا کیا:

ان الله بعث محمدا بالهدى ووعد على اتباعه من عاجل الثواب وآجله خير الدنيا والآخرة فقال هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون فالحمد لله الذى انجز وعده ونصر جنده الا وان الله قد اهلك ملك المجوسية وفرق شملهم فليسوا يملكون من بلادهم شبرا يضير بمسلم الا وان الله قد اورثكم ارضهم وديارهم واموالهم وابناء هم لينظر كيف تعملون۔ (البدایہ والنہایہ ۷/۱۲۹)

''بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دے کر بھیجا اور ان کی اتباع کرنے پر دنیا اور آخرت، دونوں کے اجر وثواب کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اس نے فرمایا کہ 'ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون'۔ سو اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور اپنے لشکر کی مدد کی۔ دیکھو، اللہ نے مجوسیوں کے بادشاہ کو ہلاک کر کے اس کی قوم کا شیرازہ توڑ دیا ہے۔ اب وہ اپنے ملک کی ایک بالشت بھی ایسی زمین کے مالک نہیں جس سے مسلمانوں کو کوئی ضرر پہنچا سکتا ہو۔ سنو، اللہ نے تمھیں ان کی سرزمین اور ان کے گھروں اور مالوں اور اولاد کا مالک بنا دیا تاکہ تمھارا امتحان لے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو؟''

حضرت حذیفہ نے ایک موقع پر فرمایا:

ان الله بعث محمدا فقاتل بمن اقبل من ادبر حتى اظهر الله دينه۔ (ابن ابى داود، كتاب المصاحف ١/١٧٦)

''بے شک اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو معبوث کیا تھا چنانچہ وہ لڑے ان سے جنھوں نے دین قبول کرنے سے گریز کیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کے دین کو غالب کر دیا۔''

حسن بصری سورۂ احقاف کی آیت: 'وما ادرى ما يفعل بى ولا بكم' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ما فى الآخرة فمعاذ الله قد علم انه فى الجنة حين اخذ ميثاقه فى الرسل ولكن قال وما ادرى ما يفعل بى ولا بكم فى الدنيا اخرج كما اخرجت

'اللہ کی پناہ، اس کا تعلق آخرت سے نہیں ہے۔ جب اللہ نے آپ کے بارے میں انبیا سے میثاق لیا تو یقیناً آپ کے علم میں تھا کہ آپ جنت میں جائیں گے۔ یہ جو آپ نے کہا کہ 'ما ادرى ما يفعل بى ولا بكم

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

الانبیاء قبلی او اقتل کما قتلت الانبیاء من قبلی ولا ادری ما یفعل بی ولا بکم امتی المکذبة ام امتی المصدقة ام امتی المرمیة بالحجارة من السماء قذفا ام مخسوف بها خسفا ثم اوحی الیه (واذ قلنا لك ان ربك احاط بالناس) یقول احطت لك بالعرب ان لا یقتلوك فعرف انه لا یقتل ثم انزل الله عزوجل (هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا) یقول اشهد لك علی نفسه انه سیظهر دینك علی الادیان ثم قال له فی امته (وما کان الله لیعذبهم وانت فیهم وما کان الله معذبهم وهم یستغفرون) فاخبره الله ما یصنع به وما یصنع بامته۔ (تفسیر الطبری، ۸/۲۶)

'(پتہ نہیں میرے اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا) تو اس کا مطلب یہ تھا کہ پتہ نہیں مجھے بھی پہلے انبیا کی طرح مکہ سے نکالا جائے گا یا قتل کر دیا جائے گا۔ اور یہ بات کہ معلوم نہیں تمھارا کیا بنے گا، اس کا مطلب یہ ہے کہ پتہ نہیں میری امت میری تکذیب کرے گی یا تصدیق؟ اور کیا اس پر آسمان سے پتھر برسیں گے یا اسے زمین میں دھنسا دیا جائے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی کہ 'واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس' یعنی میں نے اہل عرب کو اس طرح گھیر رکھا ہے کہ تمھیں قتل نہیں کر سکیں گے۔ اس سے رسول اللہ کو پتہ چل گیا کہ آپ قتل نہیں ہوں گے۔ پھر اللہ نے یہ آیت اتاری: 'ھوالذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شہیدا' یعنی اللہ نے یہ بات اپنے ذمے لے لی ہے کہ وہ آپ کے دین کو تمام ادیان پر غالب کر دے گا۔ پھر آپ کی امت کے بارے میں فرمایا کہ 'وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون' اس طرح اللہ نے آپ کو بتا دیا کہ وہ آپ کے ساتھ اور آپ کی امت ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے۔''

''لیظهره علی الدین کله' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

(هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا) یقول اشهد لك علی نفسه انه سیظهر دینك علی الدین کله وهذا اعلام من

''هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله وکفی بالله شهیدا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا ہے کہ اس نے یہ بات طے کر رکھی ہے کہ وہ آپ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

الله تعالی نبیه صلی الله علیه وسلم والذین کرهوا الصلح یوم الحدیبیة من اصحابه ان الله فاتح علیهم مکة وغیرها من البلدان مسلیهم بذلك عما نالهم من الکآبة والحزن بانصرافهم عن مکة قبل دخولهموها وقبل طوافهم بالبیت ۔ (تفسیر الطبری، ۱۰۹/۲۶)

اور آپ کے ان ساتھیوں کے لیے جنھوں نے حدیبیہ کی صلح کو ناپسند کیا تھا، اس بات کی اطلاع ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں مکہ اور دوسرے شہروں کی فتح عطا فرمائے گا اور اس موقع پر مکہ میں داخل ہونے اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے واپس پلٹنے سے انھیں جو دکھ اور غم پہنچا ہے، اس کا مداوا اس طریقے سے کر دے گا۔‘‘

عبداللہ بن سلام نے قتل عثمان کے موقع پر محاصرہ کرنے والوں سے فرمایا:

ان الله بعث محمدا صلی الله علیه وسلم بشیرا ونذیرا یبشر بالجنة وینذر بالنار فاظهر الله من اتبعه من المومنین علی الدین کله ولو کره المشرکون۔ (احمد بن حنبل، فضائل الصحابة ۴۷۶/۱)

’’اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا۔ آپ جنت کی خوشخبری دیتے اور جہنم سے خبردار کرتے تھے۔ پھر اللہ نے آپ کی پیروی اختیار کرنے والوں اہل ایمان کو تمام ادیان پر غالب کر دیا، اگرچہ مشرکوں کو یہ بات بہت ناپسند تھی۔‘‘

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قتادۃ سورۂ صف کی آیت: کونوا انصار الله کما قال عیسی ابن مریم للحواریین کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قد کان ذلك بحمد الله جاء ه سبعون رجلا فبایعوه تحت العقبة وآووه حتی اظهر الله دینه (ابن عبد البر، الاستیعاب ۱۴/۱)

’’اللہ کا شکر ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ آپ کے پاس ستر افراد آئے جنھوں نے گھاٹی کے نیچے آپ سے بیعت کی اور آپ کو ٹھکانا فراہم کیا، یہاں تک کہ اللہ نے اپنے دین کو غالب کر دیا۔‘‘

امام شافعی لکھتے ہیں:

قال الله تبارك وتعالی: هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره

’اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله

علی الدین کله ولو کره المشرکون ...... فقد اظهر الله عزوجل دینه الذی بعث به رسوله صلی الله علیه وسلم علی الادیان بان ابان لکل من سمعه انه الحق وما خالفه من الادیان باطل واظهره بان جماع الشرك دینان دین اهل الکتاب ودین الامیین فقهر رسول الله صلی الله علیه وسلم الامیین حتی دانوا بالاسلام طوعا وکرها وقتل من اهل الکتاب وسبی حتی دان بعضهم بالاسلام واعطی بعض الجزیة صاغرین وجری علیهم حکمه صلی الله علیه وسلم وهذا ظهور الدین کله۔ قال وقد یقال لیظهرن الله عزوجل دینه علی الادیان حتی لا یدان لله عزوجل الا به وذلك متی شاء الله تبارك وتعالی (الام، ۱۷۱۴)

ولو کره المشرکون۔

چنانچہ اللہ نے اپنے اس دین کو جو اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دے کر بھیجا تھا، تمام دینوں پر غالب کر دیا، اس طریقے سے بھی کہ اس نے سب سننے والوں پر واضح کر دیا کہ یہی دین حق ہے اور اس کے سوا باقی تمام ادیان باطل ہیں، اور اس طرح بھی کہ کفر وشرک کے داعی دو بڑے مذہبی گروہوں یعنی اہل کتاب اور امیین عرب میں سے امیین کو تو جبراً وقہراً قبول اسلام پر مجبور کیا جبکہ اہل کتاب میں سے کچھ کو قتل کیا اور کچھ کو قیدی بنایا، یہاں تک کہ ان میں سے کچھ تو اسلام میں داخل ہو گئے اور باقی نے ذلیل ہو کر جزیہ دینا منظور کر لیا اور آپ کی حکومت کے زیرنگیں آ گئے۔ اس طرح تمام دینوں پر غلبے کا وعدہ پورا ہو گیا۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو تمام ادیان پر اس طرح غالب کریں گے کہ کسی دوسرے دین کا کوئی پیروکار باقی نہیں رہے گا اور یہ جب اللہ چاہے گا، تب ہوگا۔''

امام احمد فرماتے ہیں:

کان النبی یدعو الی الاسلام قبل ان یحارب حتی اظهر الله الدین وعلا الاسلام ولا اعرف الیوم احدا یدعی قد بلغت الدعوة کل احد والروم قد بلغتهم الدعوة وعلموا ما یراد منهم وانما کانت الدعوة فی اول الاسلام (ابن قدامه، المغنی، مسئله ۷۴۳۶)

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم جنگ سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ نے دین کو غالب کر دیا اور اسلام سربلند ہو گیا۔ میرے خیال میں آج کسی شخص کو دعوت دینے کی ضرورت نہیں، کیونکہ سب تک دعوت پہنچ چکی ہے۔ رومیوں تک بھی دعوت پہنچ چکی ہے اور انھیں معلوم ہے کہ ان سے کیا چیز مطلوب ہے۔ دعوت دینا صرف اسلام کے ابتدائی زمانے میں ضروری تھا۔''

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

امام ابوبکر الجصاص اس وعدے کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقوله تعالی (لیظهره علی الدین کله) من دلائل النبوة لانه اخبر بذلك والمسلمون فی ضعف وقلة وحال خوف مستذلون مقهورون فكان مخبره علی ما اخبر به لان الادیان التی كانت فی ذلك الزمان الیهودیة والنصرانیة والمجوسیة والصابئة وعباد الاصنام من السند وغیرهم فلم تبق من اهل هذه الادیان امة الا وقد ظهر علیهم المسلمون فقهروهم وغلبوهم علی جمیع بلادهم او بعضها وشردوهم الی اقاصی بلادهم فهذا هو مصداق هذه الآیة التی وعد الله تعالیٰ فیها اظهاره علی جمیع الادیان (احکام القرآن، ۳/۴۴۲)

’’اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کرے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل میں سے ایک ہے کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ نے اس وقت بتائی تھی جب مسلمان ضعف اور قلت اور خوف کی حالت میں لاچار اور دبے ہوئے تھے۔ پھر یہ پیش گوئی بعینہ اسی طرح پوری ہوئی، کیونکہ اس زمانے کے مذہبی گروہ یہی یہود، مسیحی، مجوسی، صابی اور سندوغیرہ کے بت پرست تھے۔ اوران گروہوں میں سے کوئی گروہ ایسا نہیں تھا جس پر مسلمانوں کو غلبہ نہ نصیب ہوا ہو۔ چنانچہ مسلمانوں نے یا ان کے سارے علاقوں پر قبضہ کرلیا اور یا کچھ علاقے چھین کر انھیں اپنے ملک کے دور دراز کونوں میں بھاگنے پر مجبور کردیا۔ یہ ہے اس آیت کا مصداق جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔‘‘

امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں:

وجاهد فی الله حق الجهاد وقاتل اهل العناد حتی تمت كلمة الله عز وجل وظهر امره وانقاد الناس للحق اجمعین حتی اتاه الیقین لا وانیا ولا مقصرا (الابانة عن اصول الدیانة، ص ۳۵)

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا جیسے جہاد کرنے کا حق ہے اور معاندین کے ساتھ جنگ کی یہاں تک اللہ کا فیصلہ پورا ہوگیا، اس کا دین غالب ہوگیا اور سب لوگ حق کے مطیع ہوگئے، یہاں تک کہ آپ کا دم واپسیں آ گیا اور آپ اس حال میں دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ نے اپنے فریضے کی ادائیگی میں نہ کوئی سستی دکھائی اور نہ کوتاہی کی۔‘‘

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

امام نووی لکھتے ہیں:

فلما کان الفتح واظھر اللہ الاسلام علی الدین کلہ واذل الکفر واعز المسلمین سقط فرض الھجرۃ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ھجرۃ بعد الفتح (شرح مسلم،ص۱۲۰۱)

’’پھر جب مکہ فتح ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دیا، کفار کو ذلیل اور اہل اسلام کو سربلند کر دیا تو ہجرت کا فریضہ ساقط ہو گیا، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں۔‘‘

امام طحاوی لکھتے ہیں:

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکل القری ای یغلبونھم علی قراھم فیفتحونھا وقد کان ذلک منھم علیہ حتی اظھر اللہ تعالی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الدین کلہ وذلک علم جلیل من اعلام نبوتہ فی الیھود والنصاری (المعتصر من المختصر، ۲/۲۰٤)

’’نبی صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے: تاکل القری یعنی اہل ایمان کفار کے علاقوں پر غالب آ جائیں گے اور انھیں فتح کر لیں گے۔ اور ایسا ہی ہوا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ اور یہ چیز یہود و نصاریٰ کے حق میں آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک عظیم دلیل ہے۔‘‘

امام ابن تیمیہ نے بھی اس کی تفسیر ایک وعدے کی حیثیت سے کی ہے جو بالفعل پورا ہو چکا ہے:

ثم استخلف عمر فقھر الکفار من المجوس واھل الکتاب واعز الاسلام ومصر الامصار وفرض العطاء ووضع الدیوان ونشر العدل واقام السنۃ وظھر الاسلام فی ایامہ ظھورا بان بہ تصدیق قولہ تعالی ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا وقولہ تعالی وعد اللہ الذین آمنوا

’’حضرت ابوبکر کے بعد عمر خلیفہ بنے اور انھوں نے کفار میں سے مجوس اور اہل کتاب کو زیرنگیں بنایا، اسلام کو سربلند کیا، شہر آباد کیے، وظائف مقرر کیے، دیوان قائم کیا، عدل گستری کی، اور سنت کو قائم کیا۔ ان کے دور حکومت میں اسلام کو ایسا غلبہ نصیب ہوا جس سے اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی صداقت آشکارا ہو گئی جو ان آیات میں بیان ہوا ہے: ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللہ شھیدا۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم فى الارض كما استخلف الذين من قبلهم .... الفاسقون وقول النبى صلى الله عليه وسلم اذا هلك كسرى فلا كسرى بعده واذا هلك قيصر فلا قيصر بعده والذى نفى بيده لتنفقن كنوزهما فى سبيل الله فكان عمر رضى الله عنه هو الذى انفق كنوزهما (مجموع الفتاوىٰ، ٢٩٨/٢٥)

(وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے، چاہے مشرکوں کو یہ کتنا ہی ناپسند ہو)۔تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور جنھوں نے عمل صالح کیے، ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو ملک میں اقتدار بخشے گا، جیسا کہ ان لوگوں کو اقتدار بخشا جو ان سے پہلے گزرے.......۔وہی لوگ نافرمان ہیں نیز نبی صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے: (جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ اور اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان دونوں بادشاہوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کیے جائیں گے۔) یہ سیدنا عمر ہی تھے جنھیں ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔“

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

مزید لکھتے ہیں:

قوله ”قالت الامامية: فالله يحكم بيننا وبين هولاء وهو خير الحاكمين“ فيقال للامامية ان الله حكم بينهم فى الدنيا بما اظهره من الدلائل والبينات وبما يظهره اهل الحق عليكم فهم ظاهرون عليكم بالحجة والبيان وباليد واللسان كما اظهر دين نبيه على

”معترض کا یہ قول کہ امامیہ کہتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے مابین اللہ ہی فیصلہ کرے گا، اور وہ سب سے بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، تو اس کے جواب میں امامیہ سے کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کے مابین اپنے ظاہر کردہ دلائل و بینات کے ذریعے سے اور اہل حق کو تم پر غلبہ دے کر فیصلہ کر دیا ہے، چنانچہ اہل حق دلیل و برہان اور طاقت اور زبان، ہر لحاظ سے

سائر الادیان ۔ قال تعالیٰ هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله و من کان دینه قول اهل السنة الذی خالفتموهم فیه فانه ظاهر علیکم بالحجة و اللسان کظهور دین محمد صلی الله علیه وسلم علی سائر الادیان ولم یظهر دین محمد صلی الله علیه و سلم قط علی غیره من الادیان الا باهل السنة کما ظهر فی خلافة ابی بکر و عمر وعثمان رضی الله عنهم ظهورا لم یحصل لشئ من الادیان و علی رضی الله عنه مع انه من الخلفاء الراشدین و من سادات السابقین الاولین لم یظهر فی خلافته دین الاسلام بل وقعت الفتنة بین اهله و طمع فیهم عدوهم من الکفار و النصاری والمجوس بالشام و المشرق (الذهبی، المنتقیٰ من منهاج السنة النبویة، ص ۱۸٤)

بالادست ہیں، ایسے ہی جیسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے دین کو تمام انبیا پر غالب کیا تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے)۔ جو لوگ اہل سنت کے دین کے، جس کے تم مخالف ہو، پیروکار ہیں، وہ ایسے ہی تم پر حجت واستدلال میں غالب ہیں جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین تمام ادیان پر غالب ہے۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین دوسرے ادیان پر اہل سنت ہی کے ہاتھوں غالب ہوا جیسا کہ حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں اس کو ایسا غلبہ نصیب ہوا جس دنیا کے کسی دین کو نہیں ہوا۔ جبکہ علی رضی اللہ عنہ اگرچہ خلفاے راشدین میں سے اور سابقین اولین کے بزرگوں میں سے تھے، لیکن ان کے عہد خلافت میں اسلام کو غلبہ حاصل نہیں ہوا بلکہ خود اہل اسلام کے مابین جنگ وجدال برپا ہو گیا اور ان کے دشمن کفار اور شام اور مشرق کے نصاریٰ اور مجوس ان کو نقصان پہنچانے کا خواب دیکھنے لگے۔“

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ابن کثیر فرماتے ہیں:

هذا وعد من الله تعالیٰ لرسوله صلوات الله و سلامه علیه بانه سیجعل امته خلفاء الارض ای ائمة الناس و الولاة علیهم و بهم تصلح

”یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے رسول کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ آپ کی امت کو زمین کے حکمران اور اصحاب اقتدار بنائے گا، ان کے ذریعے سے ان ملکوں میں صلاح پیدا ہوگی، لوگ ان کے مطیع ہو جائیں گے اور

البلاد وتخضع لهم العباد وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا وحكما فيهم وقد فعله تبارك وتعالى وله الحمد والمنة ..... ثبت فى الصحيح ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الله زوى لى الارض فرايت مشارقها ومغاربها وسيبلغ ملك امتى ما زوى لى منها فها نحن نتقلب فى ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله (البدايه والنهايه ۳/ ۳۰۰، ۳۰۱)

اللہ ان کے خوف کی جگہ انھیں امن اور لوگوں پر حکومت کا موقع عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا کر دیا اور وہی تعریف اور احسان کا سزاوار ہے۔ .... صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے میرے لیے زمین سمیٹ دی اور میں نے اس کے مشرق اور مغرب کے علاقے دیکھے اور میری امت کا اقتدار وہاں تک پہنچے گا جہاں تک زمین سمیٹ کر مجھے دکھائی گئی۔ تو دیکھو، اب ہم اللہ اور رسول کے بیان کردہ موعودہ علاقوں میں چل پھر رہے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔''

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں:

"قال الله تعالى: ليظهره على الدين كله واين وعده بنا بر حكمت الٰهى در زمان آنحضرت بظهور نرسيد لاجرم خلفا را بعد آن حضرت صلى الله عليه وسلم منصوب ساخت تا آن موعود منجز گردد" (ازالة الخفاء ۱/ ۲۰)

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: لیظہرہ علی الدین کلہ۔ اور یہ وعدہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پورا نہیں ہو سکا، اس لیے لازمی طور پر اس نے آپ کے بعد خلفاے راشدین کو مقرر کیا تا کہ یہ وعدہ پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

دور اول کے اہل علم کے ہاں آیت کا یہ مفہوم عمومی طور پر واضح ہے، البتہ امام شافعی نے بالکل سرسری طور پر یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جب اللہ چاہے گا، اسلام کا غلبہ پوری دنیا پر قائم ہو جائے گا۔ بعد کے مفسرین کے یہاں اس بات نے من جملہ دیگر اقوال کے ایک قول کی جبکہ متاخرین کے ہاں اس ایک قول نے بھی رفتہ رفتہ 'واحد' قول کی شکل اختیار کر لی اور عام طور پر یہ سمجھا جانے لگا کہ اس وعدے کا عملی ظہور امام مہدی کے ظہور اور سیدنا مسیح علیہ السلام کے نزول کے موقع پر ہوگا۔ ہم نے قرآن مجید میں ان آیات کے سیاق وسباق کی روشنی میں اس وعدے کا جو محمل بیان کیا ہے، اس

سے واضح ہے کہ یہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے حوالے سے اللہ کے اسی غیر متبدل قانون کا بیان ہے جس کے مطابق پیغمبر اور اس کے ساتھی بہرحال اپنے مخالفین پر غالب آ کر رہتے ہیں۔ غلبۂ دین کا یہ وعدہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اصلاً جزیرۂ عرب کے حدود میں کیا تھا اور یہ چونکہ آپ کے منصب رسالت کا لازمی تقاضا تھا، اس لیے اس کی تکمیل آپ کی ذات کی حد تک آپ کی حیات مبارکہ ہی میں ہو گئی تھی۔ اس کے بعد صحابہ کرام کو جو فتوحات حاصل ہوئیں، وہ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حاصل ہونے والے غلبے کی توسیع اور تکمیل تھیں، اس لیے وہ بھی ضمناً اس کا مصداق قرار پاتی ہیں، لیکن زمان و مکان کے اس مخصوص دائرے سے باہر نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس نصرت کا کوئی وعدہ ہے اور نہ اس سے نظری سطح پر کوئی آفاقی ہدف اخذ کیا جا سکتا ہے۔

(باقی)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com